حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

بدر اور حدیبیہ والے جہنم میں نہیں جائیں گے ۔ ''موت پر بیعت'' کا مطلب
ہر کام اللہ کے فیصلے کے مطابق ہوتا ہے ۔ اللہ کے محبوب بندوں کا حال
شیطان اِنسان پر زبردستی نہیں کرتا

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 56 سائیڈ A 1986 - 02 - 28)

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

حضرتِ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَنْ لَّا یَدْخُلَ النَّارَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ اَحَدٌ شَھِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَیْبِیَّۃَ مجھے یہ اُمید ہے کہ آگ میں نہیں جائے گا کوئی بھی ایسا آدمی کہ جو بدر میں شہید ہوا ہو اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہو۔ حدیبیہ میں صحابۂ کرامؓ عمرے کی نیت سے سے اِحرام باندھ کر گئے تھے رسول اللہ ﷺ بھی اِحرام میں تھے تو لڑائی تو نہیں ہوئی لیکن ایسا ماحول پیدا ہوگیا تھا کہ لڑائی ہونے ہی والی ہوگئی بس ہوتے ہوتے بچ گئی اور صلح نامہ لکھ لیا گیا بجائے لڑائی کے، وہ ''حدیبیہ'' کہلاتا ہے۔ رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے جب یہ خوش خبری دی کہ مجھے یہ اُمید ہے کہ اہلِ بدر اور اہلِ حدیبیہ میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں داخل ہوگا جہنم میں نہیں جائے گا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا اشکال اور آپ ﷺ کی طرف سے جواب :

تو میں نے عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو جہنم سے نہ گزرے جہنم کے پاس نہ پہنچے تو سب کے سب گزریں گے مگر جناب یہ فرما رہے ہیں کہ اِن میں سے کوئی بھی نہیں جائے گا آگ میں تو اِن دونوں کا جوڑ کیسے ہوا؟ قرآنِ پاک میں یہ ہے اور جناب یہ اِرشاد فرما رہے ہیں تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ فَلَمْ تَسْمَعِیْہِ یَقُوْلُ کیا تم نے یہ نہیں سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا[1] پھر ہم اہلِ تقویٰ کو اُس سے بچا لیں گے وَنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا اور اُس میں ہم ظالموں کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دیں گے بیٹھا ہوا چھوڑ دیں گے اُس میں ہی رہنے دیں گے، تو یہ ٹھیک ہے کہ جہنم کا منظر دیکھیں گے تو سب، اور پُل کا ذکر آتا ہے وہ بھی وہی ہے کہ اُوپر سے گزریں گے تو دیکھیں گے بھی وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اُس کے اُوپر سے نہ گزرے، گزریں گے ضرور لیکن جو ایمان والے ہیں وہ بچ جائیں گے دُوسرے جو ہیں وہ گر جائیں گے اَلعیاذ باللہ۔

اور اُس میں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آگ جو ہے وہ کھینچنے والی ہے وہاں کی اور کَلَالِیْبُ بھی آتا ہے کَلَالِیْبُ کَلُّوْبٌ کانٹا مِثْلَ شَوْکِ السَّعْدَان ۔ سعدان وہاں ایک پودا ہے اُس کے کانٹے ہوتے ہیں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُن کانٹوں کی مثال دی ہے جیسے سعدان کے کانٹے ہوتے ہیں اِس قسم کے وہ کانٹے ہیں .... وہ کتنے بڑے ہیں؟ وہ اللہ ہی جان سکتا ہے۔ تو وہ کانٹا بہت بڑا ہوگا اور سارے اوّلین اور آخرین جمع ہوں گے تعداد بھی تھوڑی نہ ہوگی جتنے پیدا ہوئے اور جتنے قیامت تک آنے والے ہیں سب جمع ہوں گے یکجا ہوں گے ایک ہی زمین پر ہوں گے تو یہ آتا ہے حدیث شریف میں کہ وہ کھینچ لیں گے، وہ کانٹے جو ہیں وہ کھینچنے کا کام دیں گے۔ اور یہ بھی آتا ہے کہ کوئی تو ایسے ہے کہ جو یُخَرْدَلُ ایسے پس جائے گا جیسے رائی کے دانے ہوتے ہیں ایسے ہو جائے گا فَیُوْبَقُ بِعَمَلِہٖ اپنے عمل کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ جائے گا اُس کو ہلاکت میں ڈال دیا جائے گا اَوکما قال علیہ السلام۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۷۸

جہنم کی آگ کا مقناطیسی اَثر :

تو گناہ جس کے ہوں گے تو جہنم کی آگ کی ایسی کشش ہے کہ وہ کھینچ لے گی جیسے مقناطیس جہاں بھی لوہا ہو وہ اُسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اِسی طریقے پر گناہوں کی یہ تاثیر ہے کہ اِن کو جہنم کھینچ لیتی ہے اپنی طرف، وہاں بھی یہی صورت ہوگی کہ وہ اپنی طرف کھینچ لے گا، کانٹوں سے کھینچ لے خود بخود کھینچ لے جس طرح بھی ہو، باقی جس میں وہ بات نہ ہوگی اُس پر اُس کی کشش اَثر نہیں کرے گی۔ رفتار مختلف ہوگی گزرنے والوں کی، کوئی ایسے جیسے بجلی چمکتی ہے بس اِس طرح سے وہ پار چلا جائے گا بہت تیز رفتار ہوگی، کسی کی کم کسی کی اَور کم، قسم قسم کی رفتاریں ہوں گی تو گزریں گے سب وہاں سے، اللہ نے اپنے اُوپر اِس کو لازم فرمالیا ہے کہ یہ گزرنا فیصلہ شدہ ہے یہ ہو کر رہے گا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔

اللہ تعالیٰ کے علم اور فیصلہ کے خلاف نہیں ہوسکتا :

اللہ تعالیٰ کے یہاں جو چیزیں ہونی ہیں جن کی خبر دی گئی ہے اُن میں تخلف نہیں ہے یہ نہیں ہے کہ شاید ہوں شاید نہ ہوں بلکہ وہ ہونی ہی ہونی ہیں قیامت آنی ہی آنی ہے یہ معاملات پیش آنے ہی آنے ہیں۔ تو اِن معاملات کے بارے میں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمالیا ہے کہ ایسے ہوں گے وہ تو ایسے ہیں جیسے ہو چکے ہیں جیسے کوئی چیز ہو چکتی ہے اُس کو کہا جاتا ہے کہ یہ ہو چکی ہے گزر چکی ہے یہ بات اُس میں کوئی ردّ و بدل پھر نہیں کرسکتا کیونکہ وہ وقت گزر گیا وہ ساری چیزیں گزر گئیں جو ہونا تھا ہو چکا ہے اُسے کوئی تبدیل نہیں کرسکتا اِسی طرح اللہ کے یہاں جو آگے کو ہونا ہے اِسی طرح ہے بالکل جیسے کہ ہو چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے بعض واقعات ایسے ذکر کیے ہیں جیسے کہ ہو چکے ہیں حالانکہ وہ ہوئے نہیں، ہوں گے اُس دن، مگر یہ یقین کی کیفیت تھی کہ جیسے کہ اَب سامنے ہو رہے ہیں یا جیسے کہ ہو چکے ہیں تو حق تعالیٰ کے یہاں کسی بھی چیز میں نہ جلدی ہے نہ عُجلت ہے نہ گھبراہٹ ہے بالکل اطمینان سے وہ سب چیزیں چل رہی ہیں جب جس چیز کا وقت ہے وہ اُس وقت ہو رہی ہے ہوگی لازمًا ہوگی اُس میں کوئی چیز تبدیل نہیں ہوسکتی كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا قرآنِ پاک میں اَور بھی ہے جگہ جگہ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا وعدہ ہے ایسا جیسا کہ گزر چکا کام، وہ ہو بھی چکا ایسا وعدہ ہے اِس طرح کی چیزیں بھی ہیں۔ تو حق تعالیٰ کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو جو چیزیں پیش آنے والی ہیں وہ ایسے ہیں جیسے بندوں کے اعتبار سے وہ چیزیں ہوتی ہیں جو گزر چکتی ہیں بندوں

کے سامنے وہ چیزیں آ چکتی ہیں تو ہوتا ہے، اور اللہ کے اعتبار سے وہ جو آنے والی ہیں وہ بھی ایسی ہی ہیں جیسا کہ ہو چکیں۔

یہاں یہ فضیلت آئی ہے اُن صحابۂ کرامؓ کی جنھوں نے اہم موقع پر اہم کام انجام دِیے اہم موقع پر کوئی کوتاہی نہیں دکھائی اُن صحابۂ کرام کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں۔ اہلِ بدر نے کوئی کوتاہی نہیں دکھائی اور اہلِ حدیبیہ پر نازک موقع تھا مدینہ طیبہ سے بہت فاصلہ تھا کوئی سپلائی وغیرہ کا سلسلہ ایسا نہیں تھا مکہ مکرمہ کفار کا گھر تھا اور گڑھ تھا وہاں صحابۂ کرامؓ جمے ہیں۔

''موت پر بیعت'' اور اُس کا مطلب :

اور کوئی کوئی صحابی یہ بھی کہتے ہیں جب اُن سے پوچھا گیا کہ بیعت جو کی تھی تم نے رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر تو وہ کیا تھی؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ''موت پر بیعت'' کی تھی۔ اَب ''موت پر بیعت'' کرنے کا مطلب یہی ہے کہ ہم جمیں گے پیچھے نہیں ہٹیں گے چاہے مارے جائیں یہ مطلب تو نہیں کہ ضرور مارے ہی جائیں گے۔ ''موت پر بیعت'' کا مطلب یہ ہے کہ بالکل پیچھے ہٹیں گے نہیں موت عزیز ہے بہ نسبت پیچھے ہٹنے کے، بہ نسبت جناب کا ساتھ نہ دینے کے موت عزیز ہے، جناب کا ساتھ ہم ہر حال میں دیں گے چاہے موت آجائے اور بالکل تیار تھے اور قوتِ ایمانی سے وہ بھرے ہوئے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم تو اَبھی منٹوں میں اِنہیں ختم کیے دیتے ہیں اِس طرح کا اُن کا جوش اور جذبہ تھا۔

تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بیعت لی وہاں اور اُنہوں نے خوشی خوشی بیعت کی تو یہ قوتِ ایمانی اور یہ کیفیت ہے تو سب خدا کی عطا۔

سب کام اللہ کرتا ہے مگر اسکا احسان ہے کہ وہ ان کو بندوں کی طرف منسوب فرماتا ہے:

لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ وہ اِنسانوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں کہ تم نے یہ کام کیا حالانکہ وہ کام انسان نہیں کرتا بلکہ توفیق ہوتی ہے خدا کی طرف سے پھر وہ کرتا ہے تو حقیقتاً تو سب اُسی کا فضل ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا دُوسرا فضل یہ ہوتا ہے کہ نسبت بندوں کی طرف کر دیتے ہیں کہ تم نے یہ کام کیا ہے تو لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ تو آپ سے درخت کے نیچے وہ بیعت کر رہے تھے فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ اللہ تعالیٰ نے آزمائش سے گزار دیا اُس کیفیت کو جو اُن کے دلوں میں تھی

فَاَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ عَلَيۡهِمۡ اُن پر ایک سکون کی کیفیت بھی اللہ نے نازل فرمادی وَاَثَابَهُمۡ فَتۡحًا قَرِيۡبًا اور اُن کو بدلے میں دی عنقریب جو فتح ہوگی وہ۔

تو صحابۂ کرامؓ نے اُس وقت جس قوتِ ایمانی کا اَور جاں فشانی کا جاں نثاری کا مظاہرہ کیا وہ اللہ کو پسند آیا اور جو چیز اللہ کو پسند آجائے وہ قبول ہوجاتی ہے اور قبول ہونے کا مطلب رحمت کا متوجہ ہونا بھی ہے تو اُس طرف رحمت متوجہ ہوجاتی ہے۔

اللہ کے پسندیدہ بندوں کا حال :

ایسے بندے کہ جن کی طرف رحمتِ خداوندی متوجہ ہوجائے اُن کا حال یہ ہوتا ہے کہ پھر گناہوں سے ہٹتے چلے جاتے ہیں آہستہ آہستہ ہر اَگلا دِن جو ہوگا وہ اُن کے لیے ایسے ہوگا کہ گناہوں سے وہ ہٹتے جائیں گے، طبیعت پھر نیکی کی طرف چل پڑتی ہے یہ علامت ہے اِس چیز کی کہ اللہ کی اِس پر رحمت کی تجلی ہوئی ہے نظر رحمت ہوئی ہے قبولیت حاصل ہوئی ہے اِس کو، اَب ہر اَگلا دن اُس کے لیے ایمانی اعتبار سے اِسلام کے اعتبار سے ہر پچھلے دن کی بہ نسبت بہتر ہوتا ہے۔

ایک بشارت اور اُس کا مطلب :

اور یہ جو کہا گیا (بعض صحابہؓ کے بارے میں) کہ جو چاہو کرو میں نے معاف کردیا وغیرہ وہ کلمات سب اِسی بات کی دلیل ہیں کہ وہ ایسا کام کریں گے ہی نہیں ''جو چاہو'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں سے برائی کی قوت کم کردی جب بُرائی کی قوت کم ہوگئی تو پھر جو چاہیں کریں وہ ہوگا ہی نہیں اُن سے بُرائی ہوگی ہی نہیں ایسی، صادر ہی نہیں ہوگا کام بُرا۔

یہاں اِرشاد فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک اَور روایت میں بھی آتا ہے لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ اصحابِ شجرہ میں سے کوئی بھی نہیں داخل ہوگا آگ میں اَلَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا جو اِس درخت کے نیچے بیعت ہوئے ہیں تو آپ نے اِرشاد فرمایا اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ آج تم رُوئے زمین کے بہترین لوگ ہو سب سے بہتر لوگ تم ہو۔ یہ اُس دن بشارت دی تھی۔

اور اِسی طریقے پر ایک بدنصیب کا ذکر بھی آتا ہے اور اُس سے کہا لوگوں نے کہ چلو تم بیعت ہوجاؤ وہ پیچھے چھپ گیا، نہیں بیعت ہوا۔ اُس سے کہا رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے استغفار کریں گے تو ایک شخص ایسا

بھی تھا شامل یہ منافقین میں سے تھا۔

شیطان اِنسان پر جبر نہیں کرتا بس اَثر ڈالتا ہے :

گویا شیطان کا حصہ جو ہے وہ چونکہ طے ہو چکا ہے کہ یہ رہے گا قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ o اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ o تجھے میں نے مہلت دی ہے کہ کرتا رہ اپنی سی کوشش تو وہ بھی جو لہریں ہوتی ہیں وَسوسے کی گمراہی کی وہ لہریں اِنسان کے دل و دماغ پر ڈالتا رہتا ہے، پکڑ کے تو کسی کو نہیں لے جاتا شیطان کہ زبردستی کھینچ کے لے جائے، طریقہ اُس کا یہی ہے کہ دماغ اور دل پر اَثر ڈالتا ہے اور دل کے ہاتھوں تو انسان مجبور ہوتا ہے تو جدھر دل جائے گا اُدھر ہی وہ جائے گا تو اِس طرح سے یہ کام کرتا رہتا ہے اور قیامت کے دن (شیطان) براءت کردے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے تم سے وعدہ کیا مگر غلط، وعدہ خلافی کی میں نے وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ میرا تمہارے اُوپر کوئی زور نہیں تھا بالکل اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ بس میں نے تمہیں بلایا ہے تو بات تم نے میری مان لی سُن لی تو میں دل میں ڈالتا تھا تم اُس پر چل پڑتے تھے قصور میرا تو نہیں میں نے جبر تو نہیں کیا کہ کھینچ کر لے جاؤں کسی کو، کسی کو کبھی کوئی شیطان ہاتھ پکڑ کر لے جاتا ہوا تو نہیں دکھائی دیا، ہوتا تو یہی ہے جو قرآنِ پاک میں آیا ہے جو قیامت کے دن بیان دے گا وہ یہی بیان دے گا مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ تم میں سے کسی کے اُوپر میرا ذرا سا بھی زور نہیں تھا کہ میں جبر کرسکوں ہاں سوائے اِس کے کہ میں نے تمہیں بلایا تم نے میری بات مان لی اِدھر کو چل دِیے۔

فرشتہ نیکی پر اُبھارتا ہے :

اللہ تعالیٰ نے اِس کے بالمقابل ایک اَور طاقت بھی دی ہے وہ فرشتے کی طاقت ہے خیر کا فرشتہ ہے جب کوئی بُرائی کا اِرادہ کرتا ہے تو وہ دل میں اُس کے اَندیشہ ڈالتا ہے اِس بُرائی میں یہ خرابی ہے تو آدمی جو بالکل جانتا نہ ہو سادہ ہو وہ یہ کہتا ہے کہ ایک دل میں میرے یہ بات آتی ہے ایک دل میں یہ بات آتی ہے بالکل سادے لوگوں کی زبان جو ہے وہ ایسی ہوتی ہے یعنی ایک دفعہ دل میں یہ خیال آتا ہے ایک دفعہ دل میں یہ خیال آتا ہے دل تو دو نہیں ہیں دل تو ایک ہی ہے مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک دفعہ ذہن میں یہ آتا ہے ایک دفعہ ذہن میں یہ آتا ہے، تو کوئی بُرائی ایسی نہیں ہے کہ جس پر فرشتہ متنبہ نہ کرتا ہو کہ یہ نہ کرو کام یہ بُرا ہے۔ اِسی واسطے ظالم بھی

بُری باتوں کو بُرا کہتا ہے ظالم بھی کہتا ہے کہ ظلم بُری بات ہے اگر چہ کرتا ہے خود۔

بہر حال اِس میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت جب ہو جائے تو وہ شیطانی وَسوسے جو پھینکتا ہے شیطان ختم ہوتے چلے جاتے ہیں اور اُن کا اَثر لیتی نہیں ہے اُس کی طبیعت اور نیکی کی طرف خود بخود چلنے لگتی ہے طبیعت۔

اور جہاں رسول اللہ ﷺ یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں '' لَعَلَّ '' کا لفظ آیا ہے کہ شاید یہ ہو شاید یہ ہو یا ''اِنْشَاءَ اللّٰہُ '' ایسے ہوگا حدیث شریف میں کہیں آ گیا تو یہ یقینی شمار ہوتا ہے یہ شک کے معنٰی میں نہیں ہوں گے کہ شاید ایسے ہو شاید ایسے ہو یہ شک کے لیے نہیں ہے بلکہ یقین کے لیے ہے اور یہاں بھی اِنْشَاءَ اللّٰہُ آیا ہے یہ بھی تبرک کے لیے ہے تردُّد کے لیے نہیں ہے لَایَدْخُلُ النَّارَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ مِنْ اَصْحَابِ شَجَرَۃٍ اَحَدٌ اَلَّذِیْنَ بَایَعُوْا تَحْتَھَا یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے فضل سے ہمیں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا ....